کفو سے ازدواج

السید ابو محمد نقوی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب: کفو سے ازدواج

مؤلف: السید ابو محمد نقوی

طبع: جمادی الاول 1442 ھجری
جنوری 2021 عیسوی

ناشر: shia110blog.wordpress.com

فہرست

دین فطرت	5
تنوع کی حقیقت	5
اقوام و قبائل	7
تاریخی حقائق	10
کفو و ہمسر	12
سیرتِ معصومین ع	15
ذریتِ رسولؐ سے بغض و عناد	21
نصیحت	28

دینِ فطرت

اسلام دینِ فطرت ہے یعنی اللہ اور محمدؐ وآلِ محمدؐ کی ولایت کے تابع ہے۔ خالقِ کائنات نے زندگی کے ہر پہلو کے متعلق انسان کی فلاح و بہبود کیلئے قوانین وضع فرمائے ہیں۔
نسلِ انسانی کی بقا کیلئے ازدواج ایک اہم مرحلہ ہے جس کو طے کرنے کیلئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

ازدواج (شادی، نکاح) کیلئے دونوں فریقین کا ہمسر یعنی کفو ہونا ایک منطقی اور لازمی شرط ہے۔

تنوع کی حقیقت

ایک گلستان میں مختلف انواع و اقسام کے پھول ہوتے ہیں۔ ہر ایک پھول رنگ اور خوشبو میں مختلف ہوتا ہے اور یہی ایک باغ کی خوبصورتی کا باعث ہے۔ کوئی بھی عقلمند ماہر نباتات یہ نہیں کہے گا کہ ان سب پھولوں کے پودوں کو جنیٹیکلی مکس کرکے ایک رنگ کا بنا دیا جائے۔ ہر ایک پھول کی اپنی خصوصیت اور افادیت ہوتی ہے۔

اسی طرح درختوں کی لکڑی مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ سخت، نرم، دیرپا، اور عارضی ساخت کی لکڑیاں ہوتی

ہیں۔ ہر ایک درخت کی لکڑ مختلف کاموں میں استعمال ہوتی ہے ، لہذا اگر درختوں کا تنوع ختم ہو جائے تو نظام زندگی مشکل ہو جائے۔

جسطرح دھاتوں میں مختلف دھاتوں کا مختلف کاموں میں کار آمد ہونا ثابت ہے مثلاً لوہا ، سونا ، چاندی، تانبا ان سب کا مفید ہونا ان کے اختلاف میں پنہاں ہے۔ کوئلے اور ہیرے کی اصل ایک ہے مگر ان کا مختلف ہونا ہے انسان کیلئے کار آمد ہے۔

حیوانات میں گھوڑوں کو ہی لے لیں مثلاً تھاروبریڈ، عربی، اندلسی، مورگن وغیرہ نسل کے گھوڑے۔ اگر ان کی نسل کو خالص نہ رکھا جائے تو ان کی کوئی قدر و قیمت نہ رہے۔ عام گھوڑا ایک لاکھ روپے سے کم بھی مل جاتا ہے اور خاص گھوڑا ایک کروڑ روپے سے زیادہ میں بھی فروخت ہوتا ہے۔ ہر ایک نسل کی خصوصیات کی وجہ سے ہی ان کو مختلف کاموں میں لایا جاتا ہے۔ کوئی بھی ماہرِ حیوانات مختلف نسل کے گھوڑوں کے اختلاط سے ایک ہی قسم کی نسل تیار کرنے کے حق میں نہیں سوچ سکتا۔ گھوڑوں کی نسل کو خالص رکھا جاتا ہے اور گھوڑوں کے شجرے بھی ہوتے ہیں جن کی اہمیت واضح ہے۔

مختصراً یہ کہ حسب نسب کی اہمیت صرف انسانوں میں ہی نہیں بلکہ یہ قانون جمادات، نباتات اور حیوانات میں بھی کارفرما ہے۔

اقوام اور قبائل

بنی نوع انسان میں بھی ہر قبیلہ کی کچھ منفرد خصوصیات ہوتی ہیں مثلاً شجاعت، فہم و فراست، حسن، ہنر مندی، خوش خلقی، مہمان نوازی وغیرہ۔ رنگ و نسل اور لسانی اختلافات بھی ان قدرتی حکمتوں میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کسی قبیلے کے منفی اطوار بھی ہو سکتے ہیں جو ان کی ذاتی خطاؤں کی وجہ سے ہیں۔

سورۃ الروم آیت 22 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
" اور اس کی آیات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف؛ بیشک اس میں عالموں کیلئے آیات ہیں۔ "

یعنی انسانوں کے رنگ اور زبانیں مختلف ہونا اللہ کی حکمتوں اور نشانیوں میں سے ہے جس پر تدبر کرنے کی ضرورت ہے۔

کبھی کسی ماہر لسانیات نے نہیں کہا کہ ایک قوم کا دوسری قوم سے مختلف زبان بولنا ایک دوسرے کی توہین ہے۔ یا کسی جنیٹک سائنسدان نے انسانوں کی رنگ کی بنیاد پر

توہین سمجھی ہو اور یہ کہا ہو کہ سب انسانوں کو ایک رنگ کا بنا دیا جائے یا سب انسانوں کا آئی کیو (فہم و فراست کی استعداد) جنیٹک مینیپولیشن کے ذریعے ایک جیسا کر دینا چاہیے۔

ہر نسل کی اپنی مخصوص عادات و اطوار اور منفرد اوصاف ہی اس ایکو سسٹم کی خوبصورتی ہے۔ اگر اشیاء کا تنوع ختم ہو جائے تو معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا۔ انسانوں کی انفرادی صلاحیتوں کی وجہ سے مختلف پیشے ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ قائم رہتا ہے۔ اسی طرح خاندانوں اور قبیلوں کی شناخت قائم رہنے کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اوریہ سب اللہ تعالی کی قدرت و حکمت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ حجرات آیت 13 میں ارشاد فرماتا ہے:
" اے لوگو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے خلق کیا ہے اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو؛ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے؛ بیشک اللہ سب جاننے والا اور باخبر ہے۔ "

یعنی حضرت آدمؑ و حواؑ کی اولاد میں اللہ عزوجل نے مختلف قومیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے تعارف و پہچان قائم رہے۔ لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

کچھ لوگوں نے اس آیت سے یہ تاویل کی کہ قوم و قبیلہ کی نفی کی جائے، بس سب کو دیندار اور متقی ہونا چاہیے۔

حالانکہ یہ آیت قوموں اور قبیلوں کو ختم کرنے کیلئے نہیں آئی کیونکہ اللہ عزوجل خود فرما رہا ہے کہ میں نے تمہاری پہچان کیلئے قوم قبیلے بنائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ رنگ ونسل کے امتیاز کے لحاظ کے بغیر سب انسانوں کیلئے زندگی میں مساوی مواقع میسر ہوں اور قانون سب کیلئے یکساں ہو اور اللہ کے حضور تکریم کا معیار تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔
تقویٰ و پرہیزگاری علیحدہ چیز ہے اور خاندان قبیلہ علیحدہ چیز ہے۔

اسی قسم کی ایک دوسری آیت سے بات مزید واضح ہو جائے گی:
" اے بنی آدم یقیناً ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے ستر کو ڈھانکے اور زینت بھی ہے؛ اور تقویٰ کا لباس وہ زیادہ اچھا ہے؛ یہ اللہ کی آیات میں سے ہے شاید کہ وہ نصیحت قبول کریں۔ " (سورۃ الاعراف، آیت 26)

اب اگر ذات و خاندان کے مخالفت کرنے والے لوگوں کی بات مانی جائے تو پھر اس آیت کا مطلب یہی نکلے گا کہ لباس کی نفی کی جائے اور تقویٰ اختیار کرنا کافی ہو جائے۔ یعنی ایک متقی شخص کیلئے ننگ دھڑنگ رہنا جائز ہے کیونکہ تقویٰ کا لباس کپڑے کے لباس سے بہتر ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بہترین لباس جو ستر کو ڈھانپے اور بیہودہ نہ ہو اس لباس کی تاکید کے ساتھ ساتھ تقویٰ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اسی طرح پہلی آیت میں ہر ذات اور خاندان کے انسانوں کو تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔

اپنی ذات اور قبیلے کی پہچان کو ختم یا تبدیل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

رسول اللہ ص نے تو فرمایا ہے: تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم۔ (مستدرک سفینۃ البحار، ج10، ص38)
ترجمہ: اپنے حسب نسب کا علم رکھو جس سے تمہارا خون کا رشتہ جڑتا ہے۔

اب جن لوگوں کو اپنا حسب نسب اور شجرہ معلوم نہیں وہ تو لا محالہ یہی پروپیگنڈا کریں گے کہ ذات پات کی کوئی اہمیت نہیں۔

تاریخی حقائق

اور تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ اقوام نے اپنے تشخص کو قائم رکھا۔ برصغیر میں ہی دیکھ لیں کہ کبھی کسی چودھری نے، راجپوت نے، سید نے، ملک نے، مغل نے، پٹھان نے، بلوچ نے، قزلباش نے یا کسی اور ذات کے لوگوں نے دوسری ذاتوں میں عام حالات میں رشتے ناطے نہیں کئے۔ مجبوری یا مصلحت کے تحت استثنائی واقعات کا ہونا ایک الگ بات ہے۔

اخوت، بھائی چارہ، مساوی حقوق اور عدل سے کسی کو انکار نہیں لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ ذاتوں کا تشخص ختم کر دیا جائے۔

برصغیر کے علاوہ دنیا کے شاہی خاندانوں پر ہی ایک نظر ڈال لیں۔ شاہی خاندان کے رشتے ناطے ان کے ہمسر خاندان

میں ہی قرار پاتے ہیں اور آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ شاہی خاندان سے رشتہ ناطہ تو دور کی بات ہے کوئی غیر خاندان کا شخص شاہی خاندان کی خاتون کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔

ملکہ الزابتھ 20 جولائی 2017 کو ملائم قالین والی سیڑھیوں سے اتر رہی تھیں اور گورنر جنرل ڈیوڈ جانسن ساتھ تھے تو اس کو محسوس ہوا کہ ملکہ شاید ملائم قالین کی وجہ سے سلپ ہو کر گِر نہ جائیں تو اس نے ذرا سا ملکہ کے بازو کو تھاما۔ لیکن اس کو آداب کے خلاف سمجھا گیا اور گورنر جنرل نے معافی مانگی۔

یعنی حسب نسب کے لحاظ سے خواتین کی عزت و احترام کے آداب سے پوری دنیا واقف ہے۔ اور پوری دنیا اس حقیقت سے اگاہ ہے کہ اگر کوئی شاہی خاندان کا فرد کسی ایسے فرد سے شادی کر لے جو شاہی خاندان کا کفو نہ ہو تو اسے بڑے طریقے سے شاہی خاندان کے اعزاز سے برطرف کر دیا جاتا ہے۔ چاہے وہ شادی کسی مجبوری یا مصلحت کے تحت وقوع پذیر ہوئی ہو۔ یہ ماضی کی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ حالیہ تاریخ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

برصغیر پر برطانوی راج کا مطالعہ کر لیں۔ ایک عقلمند حکومت کیلئے کامیاب نظام چلانے کی خاطر اس علاقے کے لوگوں کا حسب نسب سمجھنا بہت ضروری ہے۔ انگریزوں نے ماہر محققین کے ذریعے برصغیر کے تمام لوگوں کے قبائل اور خاندانوں کو مفصل طور پر سمجھا۔ پھر لوگوں کو ان کے خاندانی اوصاف کے مطابق عہدے دیئے۔ ایسی بہت ساری کتابیں موجود ہیں مثلاً

A Glossary of the Tribes and Casts of the Punjab by ED MacLagan and HA Rose

یعنی وہ بہادر لوگوں کو فوج یا پولیس میں بھرتی کرتے تھے، ذھین لوگوں کو مختلف محکموں میں رکھتے تھے، محنتی لوگوں کو کاروبار میں لگاتے تھے، اس طرح خاندانی اوصاف کے لحاظ سے نوکریاں دی جاتی تھیں تاکہ نظام سلطنت کامیابی کے ساتھ چل سکے۔

کفو و ہمسر

اسی طرح ازدواجی زندگی کی کامیابی کیلئے مرد عورت کا کفو و ہمسر ہونا بہت ضروری ہے۔

کفو و ہمسری کی شرائط میں سے ہم کچھ اہم پہلوؤں پر گفتگو کریں گے۔

کفو ہونے کی سب سے پہلی شرط دینِ اسلام ہے۔ جس کیلئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:
” اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں؛ اور بیشک مؤمنہ کنیز مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بھلی لگے، اور تم مشرکین سے (اپنی عورتوں کا) نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں؛ اور بیشک مؤمن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بھلا لگے؛ وہ لوگ تمہیں نار کی طرف دعوت دیتے ہیں، اور اللہ اپنے اذن سے جنت اور مغفرت کی طرف دعوت دیتا

ہے؛ اور وہ اپنی آیات لوگوں کیلئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ “ (سورۃ البقرۃ ۔ آیت 221)

یعنی مرد عورت کے مذھب اور عقیدہ میں تفاوت ازدواجی زندگی کی تباھی کا سبب ہے۔ اس لئے مسلمان مرد عورت کا کسی غیر مسلم سے نکاح جائز نہیں ہے۔

پھر مسلمان ہونے کے باوجود اگر کوئی شرابی، فاسق و فاجر اور عقل سے پیدل ہو تو اس سے بھی کسی شریف و متقی خاندان کا رشتہ جوڑنا جائز نہیں ہے۔
قال رسول الله صلى الله عليه وآله : شارب الخمر لا يزوج إذا خطب. (وسائل الشیعہ، ج20، ص79)
ترجمہ: اگر شراب پینے والا رشتہ مانگے تو اس سے شادی نہ کرو۔

اسی طرح بُرے لوگوں اور احمقوں سے شادی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا ہے چاہے بُرا اور شرابی ہے لیکن مسلمان تو ہے لہذا اس سے ضرور شادی کرو۔

عن الحسين بن بشار الواسطي قال : كتبت إلى أبي الحسن الرضا عليه السلام : إنّ لي قرابة قد خطب إليّ وفي خلقه سوء؟ قال : لا تزوّجه إن كان سيئ الخلق. (وسائل الشیعہ، ج20، ص 81)
ترجمہ: حسین بن بشار واسطی نے امام رضا ع کو خط لکھا کہ میرا ایک قریبی رشتہ دار ہے جس نے مجھ سے رشتہ مانگا ہے لیکن اس کا کردار بُرا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اگر اس کے اطوار بُرے ہیں تو اس سے (اپنی بیٹی کی) شادی نہ

کرو۔

قال أمير المؤمنين عليه السلام : اياكم وتزويج الحمقاء ، فإنّ صحبتها بلاء ، وولدها ضياع. (وسائل الشیعہ، ج 20، ص 84)
ترجمہ: امیر المؤمنین علی ع نے فرمایا کہ احمقوں سے شادی کرنے سے بچو کیونکہ ان کی صحبت مصیبت ہے اور ان کی اولاد ضائع گئی۔

اچھا پھر اگر مسلمان بھی ہو، مومن بھی ہو، متقی پرھیز گار بھی ہو، ان پڑھ جاہل بھی نہ ہو، فہم و فراست والا بھی ہو، لیکن صاحب استطاعت نہ ہو یا دیوالیہ ہو کہ بیوی کا نان نفقہ بھی پورا نہ کرسکے تو اس پہلو سے بھی وہ کفو کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔

و قال الصادق ع: الکفء ان یکون عفیفاً و عنده یسار۔ (من لا یحضره الفقیہ، ج3، ص 692)
ترجمہ: امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ کفو ہونا یہ ہے کہ وہ پاکدامن ہو اور اس کے پاس آسودہ حالی ہو۔

اور سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شادی کے خواہشمند فرد اور اس کے ولی کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی مرضی کے کفو و ہمسر کو منتخب کریں۔ ولی کو اختیار ہے کہ وہ کسی کا رشتہ قبول کرے یا رد کرے۔

لوگوں کو حق حاصل نہیں ہے کہ دوسروں کیلئے کفو و ہمسری کے فتوے صادر کریں۔ شادی ولی کی مرضی اور

کفو وہمسری کی شرط پرمنحصر ہے جیسا کہ رسول اللہ ص نے ارشاد فرمایا ہے:

أن النبي صلى الله عليه وآلہ وسلم قال ألا لا يزوج النساء الا الاولياء ولا يزوجن الا من الاكفاء۔ (تذكرة الفقهاء، ج2، ص603)
ترجمہ: نبی اکرم ص نے فرمایا کہ خبردار عورتوں کی تزویج ان کے ولیوں کے بغیر نہیں ہو سکتی اور ان کی تزویج کفو و ہمسروں کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

سیرتِ معصومینؑ

سیرتِ معصومینؑ میں جو واقعات درج ہیں ان کے مطالعہ کے بعد اس مسئلے کے بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ عام کتب میں اور خاص طور پر حرمت سادات پر لکھی گئی کتب میں ان واقعات کی تفصیل درج ہے۔ یہاں صرف مختصراً ان واقعات کی یاد دہانی مقصود ہے تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔

1۔ جب سیدہ فاطمۃ الزہراء ع کے رشتے کیلئے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ص سے درخواست کی تو آپؐ نے سختی سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ:
لو لم يخلق عليا ع لما كان لفاطمة (عليها السلام) كفو على وجه الأرض، آدم فمن دونه إلى يوم القيامة۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج1، ص225 عربی)
ترجمہ: اگر اللہ علیؑ کو خلق نہ فرماتا تو فاطمہؑ کا پوری دنیا میں قیامت تک کوئی ہمسر نہ ہوتا چاہے وہ آدمؑ ہو یا کوئی اور ہو۔

یہ بہت عمیق فرمان ہے جس سے حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ نسلِ آدمؑ اور آلِ رسولؐ دو مختلف چیزیں ہیں۔

2۔ اشعث بن قیس کندی نے مولا علیؑ سے سیدہ عالیہؑ کے رشتے کی درخواست کی تو آپؑ نے غضبناک ہو کر فرمایا:
أعزب ، بفيك الكثكث ، ولك الأَثلب ، أغَرك ابن أبي قحافة حين زوَّجك ام فروة ؟! إنها لم تكن من الفواطم۔ (المقداد ابن الاسود الکندی، ج1، ص133)
ترجمہ: دفع دور، تیرے منہ میں خاک اور پتھر پڑیں اور تیری تباہی ہو، کیا ابی قحافہ کے بیٹے نے تم سے اپنی بیٹی ام فروہ کی شادی کرکے تجھے مغرور کر دیا ہے حالانکہ وہ لڑکی فاطمیات میں سے نہیں ہے۔

یعنی مولا علیؑ نے واضح فرما دیا کہ فواطم کی بیٹیوں کے کفو غیرسید خاندان میں نہیں ہو سکتے۔ فاطمہ کی جمع فواطم ہے یعنی رسول اللہ ص کی دادی جان بھی فاطمہؑ ، رسول اللہ ص کی بیٹی بھی فاطمہؑ اور رسول اللہ ص کی پالنے والی ماں بھی فاطمہؑ بنت اسد۔

3۔ معاویہ نے حاکم مدینہ مروان کو پیغام بھیجا کہ بنی ہاشم سے یزید کیلئے رشتہ کی درخواست کرو۔ مروان نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؒ سے بات کی تو آپؒ نے کہا کہ اس بات کا اختیار امامؑ کے پاس ہے۔ مروان نے امامؑ کے حضور آکر جب بات شروع کی تو بہت زیادہ حق مہر اور وظیفوں اور یزید سے رشتہ داری کی وجہ سے دشمنی ختم ہونے کی بات کی تو امامؑ نے اسے ٹوک دیا اور بھرپور جواب دیا اور یزید لعین کی بدکرداری کو بیان کیا اور فرمایا

کہ ہماری دشمنی وجنگ دنیا کیلئے نہیں ہے بلکہ دین کیلئے ہے۔ اور واضح کیا کہ بنو امیہ اور بنی ہاشم کفو نہیں ہیں۔

4۔ دربار یزید میں ایک شامی نے یزید لعین سے مولا حسینؑ کی طاہرہ بیٹی کو کنیزی میں مانگا۔ تو شہزادیؑ اپنی پھوپھی اماں سیدہ زینبؑ سے لپٹ گئی اور کہا کہ کیا اب یتیمی کے بعد خادمہ بھی بننا ہے؟ سیدہ زینبؑ نے فرمایا کہ یہ فاسق لعنتی ایسا نہیں کر سکتے۔ یزید لعین نے غصہ میں جواب دیا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ تو سیدہ زینبؑ نے غضنباک ہو کر جواب دیا: كلا ، والله ما جعل الله ذلك لك إلا أن تخرج عن ملتنا ، وتدين بغير ديننا۔ (زینب الکبریٰؑ من المھد الی اللحد، ص382)
ترجمہ: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم اللہ نے تجھے یہ اختیار دیا ہی نہیں مگر یہ کہ تو ہمارے دین سے نکل جائے اور ہمارے دین کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کر لے۔

یعنی سیدہ زینبؑ نے واضح کر دیا کہ سیدزادی کو کنیز بنانے والا دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

5۔ مدینہ میں جب حضرت حسن مثنیٰؑ کا وصال ہو گیا تو ان کی زوجہ فاطمہؑ بنت الحسینؑ کیلئے حاکم مدینہ عبد الرحمٰن بن ضحاک بن قیس فہری نے رشتہ کی درخواست جس کو سختی سے رد کر دیا گیا۔ اس کے بعد مدینہ میں حاکم نے سادات پر مزید سختی بڑھا دی۔

6۔ حضرت زیدؑ شہید کی شہادت کے بعد حسنی سادات نے خروج کیا۔ جناب عبد اللہ بن حسنؑ کے دو بیٹے محمد و ابراھیم اس جنگ میں شہید ہو گئے تو جناب عیسٰی بن زید

شہید جو ان کے ساتھ تھے روپوش ہوگئے اور کوفہ میں گمنامی کی زندگی گذارنے لگے۔ ایک اونٹ کرائے پر لے کر سقائی کا کام کرکے اپنی گذر بسر کرتے تھے۔ آپ نے عقد کیا اور ایک بیٹی ہوئی لیکن آپ نے زوجہ اور سسرال کو اپنا حسب نسب نہیں بتایا۔ کسی نے آپ کی بیٹی کا رشتہ مانگا اور زوجہ اس رشتہ پر راضی تھی، آپ نے بہت سمجھایا لیکن یہ نہ بتایا کہ آپ آل رسولؐ ہیں، جب زوجہ نے بیٹی کا رشتہ کوفہ کے عام آدمی کو دینے پر اصرار کیا تو جناب عیسٰی نے اللہ سے مدد کیلئے دعا مانگی اور چند ہی دنوں میں بیٹی وفات پاگئی۔ جناب عیسٰی بن زید نے بہت گریہ کیا کہ بیٹی کو یہ بھی نہ بتا سکا کہ وہ کون تھی۔ آلِ رسولؐ پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے ہیں۔

7۔ یہ واقعہ سب جانتے ہیں کہ ایک آدمی نے پہلے ہشام بن حکم سے شادی کیلئے کفو و ہمسری کے عنوان پر بحث کی کہ دوسرے لوگ بھی ہاشمیوں کے ہمسر ہیں۔ پھر امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا اور یہی بحث کی اور رشتہ مانگا۔ تو امامؑ نے اسے واضح کر دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کیلئے صدقہ لینا جائز ہو وہ ان (سادات) لوگوں کے کفو وہمسر نہیں ہو سکتے جن کو اللہ نے فضیلت عطا فرمائی ہو۔ وہ لاجواب ہو کر واپس چلا گیا۔

8۔ امام موسٰی کاظمؑ کی اکیس بیٹاںؑ تھیں جن کا اس دور میں کوئی کفو نہیں تھا اس لئے ان کی شادی نہیں ہوئی اور آئمہؑ نے ان طاہرہ بیٹیوں کیلئے دس دیہات جاگیر کی آمدن وقف کر دی تھی تاکہ ان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔
اور یہ سب لوگوں میں مشہور تھا اور جانتے تھے کہ رضائیہ خواتین کی شادی نہیں ہوتی اگر کفو نہ ملے۔ امام

رضاؑ کی وجہ سے سیدزادیوں کو رضائیہ کہا جاتا تھا جیسے امام تقیؑ و امام نقیؑ کو ابن رضاؑ کہا جاتا تھا۔

9۔ جن خواتین کا رشتہ خاندانِ رسالت سے جُڑ جاتا ہے اگر وہ بیوہ ہو جائیں تو ان سے بھی کسی امتی کا نکاح جائز نہیں ہے۔ حالانکہ شریعت میں بیوہ کیلئے دوسرا نکاح کرنا حرام نہیں ہے۔ لہذا سید زادیوں کا کسی غیرسید سے نکاح بدرجہ اتم جائز نہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ص کے بعد آپؐ کی ازواج کے ساتھ نکاح قیامت تک حرام قرار دے دیا:
۔ ۔ ۔ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً۔ ۔ ۔ (سورۃ الاحزاب آیت 53)

اس آیت میں لفظ ابداً میں قیامت تک ہمیشہ کیلئے سید زادیوں سے غیرسادات کا نکاح حرام ہونا مضمر ہے۔
اور دوسری بات یہ کہ کسی بیوہ سے نکاح بھلائی ہے اور جائز ہے لیکن خاندانِ رسالت پر شریعت کا ہر قانون لاگو نہیں ہوتا۔

جب شام میں ایک سال کی قید اور ایک سال کربلا میں قبر حسینؑ پر گریہ وزاری کرکے سیدہ ربابؑ مدینہ واپس تشریف لائیں تو اشراف مدینہ میں سے رشتہ کی درخواست آئی تو آپؑ نے فرمایا: لا و اللہ ما کنت لأتّخذ حموا بعد رسول اللہّ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)۔ (نفس المھموم، ص480)
ترجمہ: اللہ کی قسم نہیں، میں رسول اللہ ص کے بعد ہرگز کسی کو سسرال نہیں بنا سکتی۔

سیدہ ربابؑ کا یہ ایک جملہ حرمت سادات کے مخالفین کا منہ بند کرنے کیلئے کافی ہے۔

10۔ عظمتِ آل رسولؐ سے حسد کرنے والوں کا جب کوئی بس نہیں چلتا تو رسول اللہ ص اور مولا علی ص کے افعال پر زبان درازی شروع کر دیتے ہیں کہ رسول اللہ ص نے زینبؑ بنت جحش کی شادی زید سے کردی اور مولا علی ص نے اپنی بیٹیوں کی شادی جعفر طیارؑ کے بیٹوں سے کر دی جو (نعوذ باللہ) سید نہیں تھے۔

جہالت کی حد ہے کہ ان ناصبی لوگوں کو حضرت ابوطالبؑ اور انکی اولاد کی عظمت کا اندازہ ہی نہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ عزوجل نے حضرت ابو طالبؑ کی اولاد کو تمام عالمین پر مصطفٰی بنانے کا اعلان کیا ہے (سورۃ آل عمران آیت 33)۔ یعنی حضرت ابو طالبؑ کی اولاد ہی تو سید ہے بلکہ مصطفٰی ہے۔
اور جعفر طیارؑ وہ ہیں کہ جو قیامت کے دن انبیاءؑ کی رسالت کی گواہی دیں گے (القطرة، ج1، ص 159)۔ یعنی حضرت جعفر کے بچے جو اللہ کے چنے ہوئے اور فواطم کی اولاد ہیں ان کی سیادت میں کوئی شک نہیں۔
عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال لعقيل بن أبي طالب ع: أنا أحبك يا عقيل حبين: حباً لك وحباً لأبي طالب لأنه كان يحبك۔ (الغدير، ج7، ص386) ترجمہ: رسول اللہ ص نے حضرت عقیل بن ابی طالب ع سے فرمایا: اے عقیل مجھے تم سے دو محبتیں ہیں، ایک محبت تم سے ہے اور ایک ابو طالب ع کی وجہ سے کہ وہ تم سے محبت کرتے تھے۔ رسول اللہ ص کا محبوب ہونا بہت بڑی فضیلت ہے۔

اور رہے زید بن حارث تو وہ بھی آل ابراھیمؑ میں سے ہیں۔ اس دور کے حالات ایسے تھے کہ کسی کو پکڑ کر غلام بنانا اور فروخت کر دینا مشکل نہیں تھا، ایسے واقعات کی تاریخ میں کئی مثالیں ہیں۔ زید بن حارث کے جو مختلف شجرے بیان کئے گئے ہیں وہ سب اولاد حضرت اسماعیلؑ سے ملتے ہیں لہذا زید بھی ہاشمی خاندان کے کفو تھے۔ چاہے زید بن حارث بن عبد المطلب ہو یا زید بن حارثہ بن عدنان ہو یا زید جناب کلاب کی اولاد میں شراحیل کلبی کا بیٹا ہو، ہر صورت میں وہ بنی ھاشم کا کفو تھا۔

11۔ سادات کے اندرونی معاملات میں غیرسادات کو تو دخل اندازی کا کوئی حق ہی حاصل نہیں چہ جائیکہ کوئی سید زادیوں کی ہمسری کی بات کرے۔

امام جعفر صادقؑ کی محفل میں کسی شخص نے جناب زید شہید کے بارے میں کچھ کہنے کی کوشش کی تو امامؑ نے اس کو جھڑک دیا اور فرمایا: مهلا ليس لكم أن تدخلوا فيما بيننا الا بسبيل خير۔ (معانی الاخبار، ج1، ص392 عربی)
ٹھہر جا، تیرے لئے جائز نہیں کہ ہمارے آپس کے معاملات میں دخل اندازی کرے سوائے اچھی بات کرنے کے۔

ذریتِ رسولؐ سے بغض و عناد

اس علمی اور سائنسی دور میں سب کچھ عیاں ہونے کے باوجود کچھ لوگ لا علمی کی وجہ سے یا جہالت کی وجہ سے یا بغض و عناد کی وجہ سے یا ایک سوچی سمجھی سازش کی وجہ سے حرمت سادات کے خلاف ایک طوفانِ بد تمیزی برپا کئے ہوئے ہیں۔

حالانکہ اگر منطقی اعتبار سے دیکھا جائے کہ کیا کسی غیر سید کو سید زادی سے نکاح کرنے کا کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ پہنچتا ہے؟ تو اس کا یہی جواب ہے کہ اس نکاح میں کوئی اضافی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن سیرت معصومین ع اور احادیث میں جب اس کی ممانعت وارد ہو چکی ہے تو پھر غیرسید کو سید زادی سے نکاح کرنے میں نقصان اور گناہ کے سوا کچھ اور ملنے کی امید نہیں ہے۔ تو پھر ایسے نکاح پر اصرار غیر منطقی ہے۔

قال رسول الله ص: لو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المراة ان تسجد لزوجها۔ (بحار الانوار، ج103، ص 248)
رسول اللہ ص نے فرمایا کہ اگر میں کسی ایک کو کسی دوسرے کا سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں زوجہ کو شوہر کا سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔

قال النبی ص: انما النكاح رق، فاذا انكح احدكم وليدة فقد ارقها فلينظر احدكم لمن يرق كريمتہ۔ (بحار الانوار، ج103، ص381)
رسول اللہ ص نے فرمایا کہ بیشک نکاح ایک کنیزی ہے، جب تم میں سے کوئی اپنی بچی کا نکاح کرتا ہے تو اسے کنیزی میں دیتا ہے پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ کس کو اپنی بیٹی کنیزی میں دے رہے ہو۔

اب اس میں کوئی سوچنے والی بات ہی نہیں کہ ایک سید زادی کیلئے کوئی غیرسید قابلِ سجدہ ہو سکتا ہے یا کسی سید زادی کو کسی غیر سید کی کنیزی میں دیا جاسکتا ہے۔

اصولی علماء ایک سازش کے تحت فتوے صادر کرتے ہیں اور ان کو رسول اللہ ص کی نسبت کا ذرا برابر خیال نہیں ہے۔ دوسری قوموں اور ذاتوں کے متعلق کوئی اظہار خیال نہیں کرتا، لیکن صرف ایک رسول اللہ ص کی ذریت رہ گئی ہے کہ لوگوں نے سادات کی عزت کو کھلونا بنایا ہوا ہے۔

اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ص کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔ کیا لوگ سادات کو شعائر اللہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے کہ رسول اللہ ص کی ذریت میں خواتین کو موضوع بحث نہ بنائیں۔ سورۃ الحج آیت 32 میں اللہ کا ارشاد ہے کہ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے یہ اس کے دل میں تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ جس جانور کی قربانی کی وجہ سے اللہ سے نسبت ہو جائے اس کی اتنی تعظیم کا حکم ہے۔ تو کیا رسول اللہ ص کے خاندان کی سید بیٹیاں امت مسلمہ کیلئے قابل عزت نہیں ہیں ! ہر ایرا غیرا سید زادیوں کے متعلق بحث میں مشغول ہے۔ حالانکہ سب کو اپنے اپنے خاندان کی خبر لینی چاہیے۔

وقال رسول اللہ ص : اكرموا أولادی، الصالحون للہ والطالحون لي. (جامع الاخبار، ص 393)
ترجمه: رسول اللہ ص نے فرمایا: میری اولاد (یعنی سادات) کی عزت کرو، جو نیک ہوں ان کا احترام اللہ کی وجہ سے اور جو غیر صالح ہوں ان کا احترام میری وجہ سے کرو۔

یعنی سادات کی عزت ان کے ذاتی کردار کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس نسبت کی عزت ہے جو سادات کو رسول اللہ ص سے ہے۔

یہ دشمنی دراصل سادات سے نہیں ہے بلکہ یہ بغض و عناد رسول اللہ ص سے ہے جس کا اظہار بالواسطہ طریقے سے کیا جاتا ہے۔
اور کون نہیں جانتا کہ یہ سب دنیاوی حسب نسب قیامت کے دن نہیں ہوں گے مگر رسول اللہ ص کا حسب نسب باقی رہے گا۔

قال النبي ص : لا تصلوا علي صلاة مبتورة إذا صليتم علي بل صلوا على أهل بيتي ولا تقطعوهم مني فإن كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة إلا سببى ونسبي. (بحار الانوار، ج 5، ص 209)
ترجمہ: نبی اکرم ص نے فرمایا: جب تم مجھ پر صلواۃ بھیجتے ہو تو مجھ پر دُم کٹی صلواۃ نہ پڑھا کرو بلکہ میری اہل بیت ع پر بھی صلواۃ بھیجا کرو اور انؑ کو مجھ سے مت جدا کرو کیونکہ تمام رشتے حسب نسب قیامت کے دن قطع ہو جائیں گے سوائے میرے رشتے اور حسب نسب کے۔

ناصبی علماء کو عقل و ہوش کے ناخن لینا چاہیں کہ کس خاندان کی خواتین کے رشتوں اور ہمسری کے فتوے صادر کر رہے ہیں؟

کیا جس کیلئے صدقہ حرام ہو اس کا ہمسر وہ ہو سکتا ہے کہ جس پر صدقہ حلال ہو؟
تدبر فرمائیں کہ سادات کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

عن أبي الحسن علي بن موسى الرضا (عليه السلام) قال: النظر إلى ذريتنا عبادة. فقيل له: يا بن رسول الله ص، النظر

إلى الائمة منكم عبادة، أم النظر إلى جميع ذرية النبي (صلى الله عليه وآله)؟ فقال: بل النظر إلى جميع ذرية النبي (صلى الله عليه وآله) عبادة. (امالی شیخ صدوقؒ، ج1، ص369)
ترجمہ: امام علی رضا ع نے فرمایا: ہماری ذریت کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ تو آپؑ سے پوچھا گیا: یابن رسول اللہ ص کیا آپؑ میں سے صرف اماموں ع کو دیکھنا عبادت ہے یا نبی اکرم ص کی تمام ذریت کی طرف دیکھنا؟ فرمایا: بلکہ نبی اکرم ص کی تمام ذریت کو دیکھنا عبادت ہے۔
جس کو نبی اکرم ص سے نسبت ہو جائے اللہ تعالیٰ تو اس کے نیک اعمال کی جزا بھی دوسروں کی نسبت دوگنا عطا فرماتا ہے۔ یہ نسبت کی عزت ہے جیسا کہ اللہ نے سورۃ الاحزاب کی آیت 31 میں ارشاد فرمایا ہے:
" اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گی اور صالح عمل کرے گی ہم اس کو دوبار اجر دیں گے اور ہم نے اس کیلئے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔ "

خاندان رسالت سے بغض و عناد رکھنے والوں نے رسول اللہ ص کی حیات مبارکہ میں ہی سازشیں شروع کر دی تھیں۔ رشتوں ناطوں کے من گھڑت افسانے گھڑے گئے۔ اور تاریخ کو مسخ کیا گیا۔

الحمد للہ، بہت سارے شیعہ علمائے حق نے حرمت سادات کے حق میں کتب کی صورت میں بہترین تحقیق پیش کی ہے اور سید زادیوں کے غیر کفو کے ساتھ من گھڑت افسانوں کی رد دلائل اور حقائق کے ساتھ پیش کر دی ہے۔

اس کے علاوہ چہاردہ معصومین ع کے تمام افعال کو امت کیلئے مثال نہیں بنایا جا سکتا۔ مثلاً امت کیلئے چار شادیوں

سے زیادہ جائز نہیں لیکن رسول اللہ ص کیلئے کوئی پابندی نہیں کیونکہ ہم معصومین ع کے افعال کی مصلحت نہیں سمجھ سکتے اور مزید برآں یہ کہ معصومین ع شریعت کے پابند نہیں بلکہ دین و شریعت معصومین ع کے نقش قدم کا نام ہے۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے سورۃ الحج کی آیت 78 میں فرمایا ہے کہ معصومین ع پر دین میں کوئی پابندی نہیں:

"۔ ۔ ۔ اس نے تمہیںؑ چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی؛ تمہارے (یعنی آلِ محمدؐ کے) باپ ابراھیمؑ کی ملت (دین)؛ اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے، اس سے قبل بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ رسولؐ تم (آئمہؑ) پر گواہ ہو اور تم (آئمہؑ) لوگوں پر گواہ ہو۔ ۔ ۔ "

لہذا معصومین ع کے ازدواج کو امت کیلئے مثال بنا کر پیش کرنا درست نہیں ہے۔ امت کیلئے معصومین ع کے احکام لاگو ہوں گے۔

ناصبی علماء نے بہت لمبی چوڑی پلاننگ کی تھی۔ پہلے سادات مردوں کو غیر سادات میں تزویج کیلئے ابھارا۔ تاکہ سادات میں اسطرح غیرشادی شدہ خواتین کی شرح زیادہ ہو جائے اور پھر سیدہ خواتین کی غیرسید سے تزویج کے فتوے کارآمد ثابت ہوں گے۔

حالانکہ رسول اللہ ص نے حضرت علی ع اور حضرت جعفر طیار ع کی اولاد کی طرف دیکھ کر فرمایا تھا:

ونظر النبي صلى الله عليه وآله وسلم إلى أولاد علي وجعفر عليهما السلام فقال : بناتنا لبنينا وبنونا لبناتنا ۔ (من لا يحضره الفقیہ، ج3، ص 393)
یعنی ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کیلئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کیلئے ہیں۔

بہت واضح حدیث ہے کہ رسول اللہ ص کی اپنی ذریت یعنی سادات کیلئے یہی نصیحت ہے کہ سید جوان سیدہ خاتون سے ازدواج کرے اور سیدہ خاتون سید جوان سے ازدواج کرے۔

اسطرح غیر شادی شدہ مرد و خواتین کی شرح میں تفاوت پیدا نہیں ہوگی اور ناصبی علماء کی فتوے بازی بے اثر ہو جائے گی۔

یہ صرف شیعہ علمائے حقہ کا عقیدہ نہیں بلکہ اہلسنت علماء بھی حرمتِ سادات کے قائل ہیں۔

کسی مصلحت یا مجبوری کے تحت یا ناصبی علماء کی فتوے بازی اور گمراہ کن راہنمائی کی وجہ سے ماضی میں جو غیر کفو سے رشتے طے ہو چکے ہیں ان سے درگذر کی جائے۔ کیونکہ کسی مسئلہ کا علم آ جانے کے بعد دوبارہ غلطی کرنا درست نہیں۔

رسول اللہ ص کا واضح قول ہے اس کو یاد رکھیں:

قال رسول الله ص انا أهل بيت لا تحل لنا الصدقة وقد أمرنا باسباغ الطهور وان لا تنزى حمارا على عتيقة ۔ (عيون اخبار الرضا ع، ج1، ص32)

ترجمہ: رسول اللہ ص نے فرمایا کہ ہم اہلبیت ص پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور ہمیں مکمل طہارت کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ گدھے کو نجیب الطرفین اعلیٰ نسل کی گھوڑی پر برتر نہ قرار دیا جائے۔

اس حدیث میں گدھا اس آدمی کو کہا گیا ہے جو سادات سے رشتہ داری کرنا چاہتا ہو اور خود غیر سید ہو۔ اور عتیقة اعلیٰ نسل کی نجیب الطرفین گھوڑی کو کہتے ہیں یعنی سید زادی کو عتیقہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی غیر سید کو سید زادی کا شوہر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہذا نسل سادات کو مکمل طور پر خالص اور طاہر رکھنے کا حکم ہے۔

نصیحت

لیکن اپنی مستقبل کی نسلوں کی حفاظت کیلئے پیغامِ حق پہنچانا بہت ضروری ہے کہ صرف سادات ہی نہیں بلکہ سب لوگوں کو اپنے حسب نسب کی پاسداری کرنی چاہیے۔ لہذا ہر کسی کو اپنے حسب نسب کے مطابق اپنے کفو و ہمسر سے ہی رشتہ داری کرنا مناسب ہے۔

دنیا میں یہ جو انسانوں کا گلستان ہے اس میں رنگا رنگی مختلف قبائل اور خاندانوں کی نمایاں خصوصیات کی وجہ سے ہے۔ اپنے خاندان کے منفرد اوصاف کو قائم رکھنے

سے انسانوں کے چمن کی خوبصورتی قائم رہے گی۔ قومیں اور قبیلے ایک دوسرے پر برتری جتانے کیلئے ہرگز نہیں ہیں، بلکہ یہ پہچان اور تعارف کیلئے ہیں اور اس تنوع میں ہی معاشرے کا قیام و دوام ہے۔ اس حقیقت سے کوئی انکاری نہیں کہ انسانی حقوق اور قانون کی بالادستی میں سب برابر اور مساوی ہیں۔ اللہ عزوجل نے ہر ایک کو عدل کے تحت اس کے ایک مخصوص خاندان میں پیدا کیا ہے جس پر سب کو راضی ہونا چاہیے اور ہر ایک قوم کو اپنی قوم میں ہی کفو تلاش کرنا چاہیے۔

اور آخر میں سادات کے نوجوان مؤمنین اور مؤمنات کیلئے یہی نصیحت ہے کہ ذریتِ رسول ص ہونے کی وجہ سے اپنے کردار و اخلاق اور علم و تقویٰ کے معیار کو بلند رکھیں اور اس پاکیزہ نسبت کی لاج رکھیں اور یاد رکھیں کہ سادات صرف سادات کے کفو ہیں اور یہ نصیحت سید مردوں اور سید خواتین دونوں کیلئے برابر ہے۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد و عجل فرجھم۔

یا علیؑ مدد